Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)
جلد ۳۹/۷۴ سوموار ۲۲ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ۲ صلح ۱۳۶۸ہش ۲ جنوری ۱۹۸۹ء نمبر ۲

انسان اگر دل صاف کرے

"انسان جو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اسمیں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری کنکر پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا"

(ملفوظات جلد دوم صہ ۶۵)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی نے اپنے کسی ضروری کام کیلئے مدراس واپس جانے کی اجازت طلب کی کیونکہ انکی واپسی کیلئے تار بھی آیا تھا اس پر حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا:)

" آپ کا اس مبارک مہینہ (رمضان) میں یہاں رہنا ازبس ضروری ہے۔ ہم آپ کیلئے وہ دعا کرنے کو تیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے۔ میں آجکل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں۔ یہ احباب کے حق میں ازبس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کا بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔"

----(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۸)----

"... عارضی اور ظلّی طور پر دو ... وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہیں۔ دوسرے مقام پر تفصیل کیساتھ بھی ذکر فرمایا ہے ... یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کی مہمات کا متکفّل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کیلئے دو محل پیدا کردیئے ہیں اور اپنی محبّت کے انوار سے ایک پرتوِ محبّت کا انمیں ڈال دیا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبّت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبّت حقیقی ہے اور جبتک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو تو کوئی فردِ بشر خواہ وہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو۔ یا کوئی حاکم ہو۔ کسی سے محبّت نہیں کرسکتا۔ اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ ان کے تکفّل میں ہر قسم کے دُکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ انکی زندگی کیلئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پس خدا تعالیٰ نے تکمیلِ اخلاقِ فاضلہ کیلئے   کے لفظ ہیں والدین اور مُرشد کی طرف ایما فرمایا ہے تاکہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گزاری ہیں لے لیے جائیں۔ اسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اس سورہ شریف   کو   سے شروع فرمایا ہے۔   سے آغاز نہیں کیا چونکہ مُرشد روحانی تربیت خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق اسکی توفیق و ہدایت سے کرتا ہے اسلیئے وہ بھی اسمیں شامل ہے۔ پھر دوسرا ٹکڑا اسمیں   تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمہارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدّن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذب بنایا جاوے۔ حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اسمیں اشارہ ہے کہ ظلّی طور پر دنیا میں بھی بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لیے اسمیں اشارۃً ملکِ وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایماء ہے۔ یہاں کافر اور مُشرک اور مؤحّد بادشاہ، کسی قسم کی قید نہیں۔ بلکہ عام طور پر ہے۔ کسی مذہب کا بادشاہ ہو مذہب اور اعتقاد کے حصّے جُدا ہیں۔ قرآن میں جہاں جہاں خدا نے مُحسن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہو اور مؤحّد ہو اور فلاں سلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر مُحسن کی نسبت فرمایا خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو"

(ملفوظات جلد دوم صہ ۱۴-۱۵)

---

o- خاکسار کے والد مکرم چوہدری علی اکبر صاحب سابق نائب ناظر تعلیم گزشتہ ۱۳/۱۴ ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ دسمبر ۱۹۸۷ء میں بندشِ پیشاب کا، اپریل ۱۹۸۸ء میں اپنڈکس پھٹ گئی تھی اسکا اور نومبر ۱۹۸۸ء میں موتیا کا اپریشن ہوا۔ اپریشن والی آنکھ میں بڑی خطرناک انفیکشن ہوگئی ہے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرماوے۔

(احسان الرحمٰن بسراء۔ کارکن تحریک جدید۔ ربوہ)

تقریبِ رخصتانہ

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میری نواسی عزیزہ عامرہ کی تقریب رخصتی مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۸ء کو عمل میں آئی۔ عزیزہ میرے بڑے داماد محمد شریف صاحب جنجوعہ کی بیٹی ہیں۔ اور دولہا فلائیٹ لیفٹیننٹ عبداللطیف خان محترم چوہدری عبدالمنان خانصاحب آف لاہور کے صاحبزادے ہیں۔

اس تقریب سعید میں خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ کے افراد کے علاوہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان۔ اعلیٰ سرکاری حکام اور ممتاز سیاستدانوں نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

بزرگان جماعت اور دیگر احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا فرمائیں۔

(میاں گل محمد گوندل آف کوٹ مومن - حال مقیم لاہور چھاؤنی)

ضروری تصحیح

کل یکم جنوری ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں صفحہ اول پر خبر زیر عنوان "کلمہ لگانے پر ایک سال قید" میں جو مخلص احمدی دوست قید ہوئے ہیں ان کا نام غلطی سے درج ہوگیا ہے۔ اصل نام ہے مکرم ارشاد اللہ خاں تارڑ۔ ان کو ایک سال قید اور ایکہزار روپیہ جرمانہ ہوا ہے ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

(ادارہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دار النصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۲ر صلح ۱۳۶۸ ہش ۲ر جنوری ۱۹۸۹ء

سچ اور جھوٹ

کیا ہمارے ماحول میں سچ زیادہ ہے یا جھوٹ۔ یعنی سچ بولنے والے لوگ زیادہ ہیں یا جھوٹ بولنے والے۔ یا یوں کہہ لیجیئے کہ لوگ سچ زیادہ بولتے ہیں یا جھوٹ۔ اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ جی ماحول گندہ ہو گیا ہے۔ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ ایک عمومی سا بیان ہے جو لوگ جھوٹ سے داغ دیتے ہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ کون کون جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے والا کتنا جھوٹ بولتا ہے تو وہ سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔ یا کسی ایک شخص کا نام لے کر کہیں گے فلاں شخص نے فلاں بات مجھ سے جھوٹ کہ دی۔ یقیناً ان کی یہ بات درست ہو گی اس شخص نے ان سے کوئی جھوٹ بات کہ دی ہو گی۔

لیکن اگر یہ دیکھنا ہو کہ ماحول میں جھوٹ زیادہ ہے یا سچ۔ یا جھوٹے لوگ ہیں یا سچے لوگ، یا فرداً فرداً کوئی کتنا جھوٹ بولتا ہے تو ہمیں اس بات کا نہایت احتیاط سے تجزیہ کرنا ہو گا۔ اب اپنے گھر میں، گلی میں یا محلے میں لوگوں پر نظر ڈالیں۔ کتنے لوگ آپ کی نظر کے سامنے آتے اور ان میں سے کتنوں کو آپ جھوٹے کہہ سکتے ہیں۔ اور ایک دن میں جتنی باتیں وہ کرتے ہیں ان میں سے کتنی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں اور کتنی سچی۔ گھر میں سے آپ کسی کا نام نہیں لیں گے۔ گلی میں سے صرف ایک دو کا۔ اور محلہ میں شاید چار پانچ کا۔ لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ سینکڑوں لوگ جو آپ کے قرب میں رہتے ہیں اور جن کے متعلق یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے (اور نہ آپ کہتے ہیں) کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ انہیں آپ نے کیوں نظر انداز کر دیا۔

دراصل بات یہ ہے کہ جھوٹ ہے ایک گندگی۔ آپ کا قرب وجوار ہے سفید چادر۔ اور جب اس پر ایک گندہ دھبہ پڑ جاتا ہے تو آپ کو یہ چادر گندی نظر آتی ہے۔ ہے نا ٹھیک۔ پس اس طرح تو آپ کا یہ کہنا کہ ماحول گندہ ہو گیا ہے ٹھیک ہے۔ لیکن چادر اور انسانوں میں فرق ہے۔ چادر اکائی ہے اور انسان الگ الگ ایک ایک فرد۔ آپ اپنے آپ کو رنجیدہ خاطر نہ کریں۔ دنیا میں جھوٹ بہت کم ہے اور سچائی بہت زیادہ۔ سچائی کی طرف دیکھئے۔ سچائی کی طرف لوگوں کو لائیے۔ آپ بھی خوش رہیں گے اور دوسرے لوگ بھی۔

جرم خود کر کے مرے نام لگا دیتے ہو
میری خاموش شرافت کا صلہ دیتے ہو
ایک دن تم بھی پیو گے وہی سمِّ قاتل
آج ہنس ہنس کے جو اَوروں کو پلا دیتے ہو

(ابوالاقبال)

تلاشِ مسلسل

سوال پوچھے ہیں زندگی نے جواب ان کے کہاں سے لاؤں
زمیں سے لاؤں فضا سے لاؤں کہ میں انہیں آسماں سے لاؤں

میں درد کو لا دوا کہوں تو سکونِ دل لُٹ کے رہ نہ جائے
دوا میسّر ہے تو بتاؤ یقیں سے لاؤں گماں سے لاؤں

مَیں اپنے معیار کی جفا کا حساب مانگوں تو کس سے مانگوں
جو دشمنوں سے نہیں ملی دشمنی تو کس مہرباں سے لاؤں

میں اپنی خواہش کا تنکا تنکا سمندروں میں بہا کے دیکھوں
مجھے تلاطم کی آرزو ہے یہاں سے لاؤں وہاں سے لاؤں

کبھی کسی موڑ پر ملیں تو مَیں اپنی نظریں جھکا کے مل لوں
جو بات کرنا ہو ان سے تو کیا زبان اہلِ زباں سے لاؤں

تمہیں تو یہ دیکھنا ہے، سنتے نہیں میری، بس اور بات کیا ہے
اثر کو مَیں آسماں سے اپنی دعا و آہ و فغاں سے لاؤں

مجھے یقیں ہے کہ میرا کردار اَور لوگوں سے کچھ جدا ہے
جو بات کہہ کر مُکر سکے وہ زبان و دل میں کہاں سے لاؤں

نسیمؔ تجھ کو تلاش کرنے میں عمر ساری گزار دوں گا
یہ فیصلہ ہے کہ تو عدم میں ملے تو تجھ کو وہاں سے لاؤں

(نسیم سیفی)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

(از محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد)

آپ کی علم دوستی کی ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔ ۱۹۴۶ء میں خاکسار کا میلانِ تحقیق اُم الالسنہ کی طرف ہوا۔ مجھے سنسکرت کی ایک ایسی لغت کی ضرورت تھی۔ جس میں سنسکرت کے الفاظ رومن حروف تہجی میں لکھے ہوئے ہوں۔ دور و نزدیک اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک مَیں نے ایسی لُغت کی تلاش کی۔ مگر مجھے دستیاب نہ ہوئی اور مَیں اس کتاب کے حاصل کرنے کے لئے بڑا بے قرار تھا۔ آٹھ سال اس تلاش میں گزر گئے۔ اب قدرتِ خداوندی کا ایک کرشمہ دیکھئے۔

۹ مارچ ۱۹۵۴ء کا واقعہ ہے۔ کہ میں ایک مقدمے کی پیروی کے لئے لاہور گیا۔ حافظ صاحب کی تاکید کے مطابق جب مَیں لاہور یا ربوہ جاتا تھا۔ تو ان سے ملاقات کے بغیر واپس نہیں ہوتا تھا۔ ایک دو مرتبہ جلدی کی وجہ سے اگر مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ تو آئندہ ملاقات میں حافظ صاحب مجھے ضرور جتاتے کہ فلاں وقت آپ یہاں تھے۔ ہم سے ملاقات نہیں کی۔ ان کی اس محبت کی وجہ سے میرے لئے یہ فرض عین ہوتا تھا کہ خواہ چند منٹ کے لئے ہی ہو۔ اُن سے ضرور ملاقات کروں۔ عزمی لاہور میں مقدمے کی پیشی کے بعد مَیں جودھامل بلڈنگ میں حافظ صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے گیا۔ میں (سلام) کہہ کر ابھی بیٹھا ہی تھا۔ کہ حافظ صاحب نے فرمایا کہ ابھی ابھی آپ کے آنے سے دو منٹ پہلے ایک لڑکا ایک کتاب لایا تھا۔ اور اسے ۶/- روپے میں فروخت کرنا چاہتا تھا کیونکہ ۵/- میں اس نے خود خریدی ہے۔ حافظ صاحب نے وہ کتاب میری طرف بڑھائی مَیں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ کتاب جو میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ سنسکرت کی لُغت ہے۔ جس میں سنسکرت کے الفاظ رومن حروف تہجی میں لکھے ہوئے ہیں۔ میکسمولر کے شاگرد میکڈانل کی نہایت مستند تصنیف ہے مَیں نے کتاب کی قیمت اُسی وقت پیش کر دی فردوسی کو پاستان نامے کے ملنے سے جو خوشی ہوئی تھی۔ میری خوشی اس کتاب کے ملنے پر اس سے کم نہ تھی ؎

چو آورد ایں نامہ نزدیکِ من
برافروخت ایں جانِ تاریک من

یہ واقعہ ہو بہو اسی طرح ہوا ہے۔ اور مولانا روم کے اس شعر کی تفسیر یہ واقعہ ہے۔

کارسازِ ما بہ سازِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ آزارِ ما

اس کے بعد گزشتہ سولہ سال میں خاکسار نے لغت مذکور کے سارے مادوں اور ان کے مشتقات کا سراغ عربی زبان تک پہنچایا اور یہ ایک ضخیم جلد ہے۔

حافظ صاحب جب جلسہ سالانہ پر قادیان آتے تو میری درخواست پر واپس ہوتے ہوئے میرے پاس کپورتھلہ تشریف لے آتے۔ بڑی پُر لطف رفاقت رہتی کیونکہ حافظ صاحب ادیب لبیب ہونے کے علاوہ بڑے زندہ دل اور شگفتہ مزاج دوست تھے۔ جب میرے پاس ٹھہرے ہوئے ہفتہ عشرہ گزر جاتا تو فرماتے "بھائی اب ہمیں واپسی کی اجازت دیں"۔ مَیں کہتا "حافظ صاحب یہ سوال اتنا سہل نہیں ہے جتنا آپ سمجھتے ہیں۔ سوچوں، غور کروں تو پھر بتاؤں" اس اِکا خانی جواب سے (ایک تلمیحی بات ناقل) حافظ صاحب بے اختیار ہنس پڑتے اور خوب ہنستے اور فرماتے "اچھا بھائی آپ غور کر لیں، سوچ لیں، پھر بتائیں۔ مَیں ٹھہرے رہتا ہوں ؎

یادِ ایامیکہ باہم آشنا بودیم ما
ہم خیال و ہم صفیر و ہم نوا بودیم ما
معنیٔ یک بیت بودیم از طریق اتحاد
چوں دو مصرعہ گرچہ در ظاہر جدا بودیم ما

مربیان سلسلے کے کارکن غرضیکہ جو شخص بھی سلسلے کا خدمت گزار ہو حافظ صاحب اس کی تعظیم اور قدر کرتے تھے اور اُس کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہ فرماتے۔ اگر کسی میں کوئی کوتاہی ہو تو اسے نظر انداز فرماتے۔ تمام مربیوں کا نام نہایت عزت اور محبت سے لیتے اور ان کی کارکردگی کو اُجاگر کرتے۔ حافظ صاحب کی سیرت کا یہ پہلو بہت سبق آموز ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ کے خاندان کے ہر فرد کے لئے بڑا ہو یا بچہ۔ حافظ صاحب کے دل میں والہیت اور فداکاری کا جذبہ کارفرما تھا۔ جب احرار کی شورش ۱۹۳۵ء کے بعد زوروں پر تھی تو ایک شریر شخص نے فساد انگیزی کے لئے حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر یکایک راستے میں حملہ کر دیا۔ یہ قادیان کی بات ہے۔ فساد ہوتے ہوتے رُک گیا۔ اس واقعہ پر حضرت حافظ صاحب بڑے بے چین تھے۔ اور اپنے جذبات کو نظم میں ادا کیا۔ اُس کا ایک شعر یہ ہے ؎

اے خون بہت کھول چکا بس اب اُبل جا
آ اے جان تو کس دن کے لئے ہے یہ بتا دے

یہ شاہ بیت قال نہیں بلکہ حال ہے اور یہ وہ رجز ہے جہاں شاعر اپنا کلیجہ باہر نکال کر رکھ دیتا ہے اور جاں نثاری کے جذبات ابھر آتے ہیں۔

احرار کی شورش کے ایام میں ہی اس شورش کے متعلق سِرِّ دلبراں اور حدیثِ دیگراں کے طور پر نظموں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ بہت دردناک نظمیں تھیں۔ مقطع میں سخن گسترانہ دعوت تھی ؎

مظہر و گوہر کہاں ہیں صادقؔ و بسملؔ کہاں
آج پھر مختارؔ ہے محو بیانِ اہلِ درد

اس دعوت پر نظموں کا ایک سلسلہ اسی قافیہ اور ردیف میں "الفضل" میں شائع ہوتا رہا۔ گویا احرار کے خلاف یہ ایک مشاعرہ کی محفل تھی۔ جو حافظ صاحب کے طرح دینے پر "الفضل" میں منعقد ہوئی۔ استادی المخدوم مولانا بسملؔ نے سینکڑوں شعر اس طرح میں سپردِ قلم فرمائے اور حق بات یہ ہے کہ بسملؔ صاحب کا ہر شعر مضمون کو ختم کر دینے والا اور نقطۂ عروج پر پہنچا ہوا تھا۔ اُس وقت حضرت بسملؔ کی عمر ستّر سال کے قریب تھی۔ لیکن کلام میں ایسا زور و شور اور آب و تاب تھی۔ کہ اس کی مثال ملنا محال ہے۔

حافظ صاحب بسملؔ صاحب کے اشعار سے بے حد متأثر تھے۔ اور فرماتے کہ ہم نے بے شک اپنی نظموں میں بہت زور مارا ہے۔ مگر ہم کیا کوئی اور بھی بسملؔ صاحب کے کلام کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شعر خاص طور پر ذکر فرماتے کہ یہ مضمون بسملؔ کے سوا کسی اور کو نہیں سوجھ سکتا تھا ؎

طالباں را مے رساند جذب تا بامِ وصال
بر تراست از ہر دو عالم نردبانِ اہلِ درد

اسی قسم کے اور اشعار بسملؔ صاحب کے تھے جو فنِ شعر میں کمال کو ظاہر کرتے تھے۔

مخدومی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے حافظ صاحب کو بڑی محبت تھی اور جناب چوہدری صاحب بھی اس بات سے متأثر رہے۔ اور جب آپ یورپ سے واپس آتے تو حافظ صاحب کی ملاقات کے لئے ضرور تشریف لے جاتے اور یہ معمول اور وضعداری ہمیشہ قائم رہی۔ حافظ صاحب ان ملاقاتوں سے مسرور اور ممنون ہوتے ؎

چہ خوش است از دو یکدل سرِ حرف باز کردن

اوپر ذکر ہوا ہے کہ حافظ صاحب سلسلے کے خادموں کی بڑی قدردانی فرماتے تھے۔ مقدمہ بیت الذکر شاہجہان پور کے تعلق میں حافظ صاحب کی تحریک پر صدر انجمن احمدیہ نے ایک قرارداد پاس کی اس کے ذکر کرنے میں گو خاکسار کو حجاب محسوس ہوتا ہے لیکن اس میں حافظ صاحب کی سیرت کا ایک پہلو مضمر ہے۔ اور یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس لئے اسے یہاں درج کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا ؎

حجاب مانع قرب است و شرم حائلِ لطف
بر نزدِ او رہ اظہارِ آرزو بکشائے

بہر حال وہ قرارداد حسب ذیل ہے:۔

نقل ریزولیوشن نمبر ۳۴۶۳ مجلس معتمدین و صدر انجمن احمدیہ قادیان رپورٹ ناظر اعلیٰ۔ کہ مقدمہ (بیت الذکر) شاہجہانپور میں مولوی فضل دین صاحب وکیل نے تقریباً تین ماہ مسلسل محنت کی ہے۔ اور اسی طرح محمد احمد صاحب پلیڈر نے ایک ماہ چند روز اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے بھی محنت کی ہے اور چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے مقدمہ میں خوب بحث کی ہے۔ سلسلہ کے وقار کو ان حضرات کی کوششِ جانکاہ اور محنتِ عظیم سے بہت نفع پہنچا ہے سید مختار احمد صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مولوی فضل دین صاحب اور محمد احمد صاحب نے دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھا۔ دن رات لگاتار محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی انہیں جزائے خیر دے سکتا ہے پس مَیں سمجھتا ہوں کہ مجلس ان چاروں احباب کی محنت کے اعتراف کا اور شکریہ کا ووٹ پاس کرے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ واقعی مولوی فضل دین صاحب اور محمد احمد صاحب اور مولوی غلام احمد صاحب نے جس محنت اور جانفشانی سے اس مقدمہ کی پیروی میں کوشش کی ہے۔ وہ خاص طور پر قابلِ شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور آئندہ سلسلہ کی بیش از بیش خدمات بجا لانے کی توفیق رفیق بخشے۔ ناظر اعلیٰ مجلس کی طرف سے ان ہر سہ احباب کا تحریری شکریہ ادا کریں۔ مولوی فضل دین

Digitized By Khilafat Library Rabwah

صاحب خصوصیت کے ساتھ شکریہ کے حقدار ہیں۔ اسی طرح چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جس طرح اپنا قیمتی وقت دے کر نہایت قابلیت کے ساتھ مقدمہ کی بحث کی ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہے۔ انکی خدمت میں بھی شکریہ کا خط لکھا جائے اور حضرت (امام جماعت احمدیہ) ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ان چہار احباب کے لئے دعاؤں کی تحریک کی جائے۔

ذوالفقار علی خان قائم مقام ناظر اعلیٰ

۲۷-۲-۱۵

خدا بھلا کرے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے منتظمین کا۔ سال ۱۹۶۴ء میں کانووکیشن کے خطبۂ صدارت کے لئے انکی نظرِ انتخاب حافظ صاحب پر پڑی۔ حافظ صاحب اپنی عمر کے آخر سالوں میں بہت بیمار اور ضعیف رہتے تھے ایسی حالت میں آپ نے خطبۂ صدارت لکھوایا۔ جو مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ نے کانووکیشن کے اجلاس میں پڑھا۔ یہ خطبۂ صدارت اُردو ادب کا ایک شاہکار، سوز و گداز کا ایک مرقع اور طلباء کی آئندہ زندگی کے لئے ایک مشعلِ راہ ہے۔ کانووکیشن میں ایسے خطبے بڑے کمیاب ہیں۔ یہ خطبہ اس قابل ہے کہ طلباء اسے بار بار پڑھیں۔ اور خطبے سے ظاہر ہے۔ کہ یہ فقیر گوشہ نشین تعلیمی اداروں اور طلباء کی ضرورت سے ایسا باخبر ہے۔ گویا کسی یونیورسٹی کا اعلیٰ کارکن ہے ؎

ہمارا زمرۂ قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

جہل و علم کی بعض شاخیں ہیں:۔

(۱)

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہلِ مرکب ابدالدہر بماند

(۲)

واں کس کہ بداند و بداند کہ بداند
او نیز خرِ خویش بمنزل برساند

(۳)

واں کس کہ بداند و بداند کہ نداند
اسپِ طرب از گنبد گردوں بجہاند

بعض لوگ جہلِ مرکب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ تاریخ ادب پر ان کی نظر بسیط نہیں ہوتی نہیں جانتے کہ ایک وقت میں بعض الفاظ اور محاورے رائج ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وقت میں وہ متروک ہو جاتے ہیں۔ ہر زبان میں اس قسم کے الفاظ اور یہ اُتار چڑھاؤ پایا جاتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ کے ایک شعر میں "کرتا" کے الفاظ پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ اس اعتراض کا دفع و ذب حافظ صاحب نے کرنا چاہا۔ مجھ سے فردوسی کا شاہنامہ لیا۔ اور اس میں سے درجنوں شعر منتخب کئے۔ جن میں "کرتا" کی ترکیب آتی ہے۔ پھر متقدمین کے کلام کو کھنگالا اور وہاں سے بیسیوں ایسے شعر نکالے۔ پھر دیوانِ غالب سے ایسے انتخاب کئے۔ اور اس تمام مواد کو شائع کر دیا کہ ؎

دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید

خاکسار کی کتاب ARABIC THE SOURCE OF ALL THE LANGUAGES شائع ہوئی۔ اور اخبار پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۵ء میں کتاب مذکور پر ایک عالمانہ اور سیر حاصل تبصرہ شائع ہوا۔ حافظ صاحب نے اس کا ترجمہ اُردو میں کروایا اور سارا تبصرہ سُنا۔ اور محظوظ ہوئے۔

مجھے فرمانے لگے:۔

"بھائی ہمیں وہ کتاب دی ہوتی۔ کیا ہوا جو ہم انگریزی نہیں پڑھے۔ ہم کسی سے کتاب پڑھوا کر سنیں گے۔ ہمارا پاس ہر قسم کا آدمی آتا ہے اُسے دکھائیں گے۔ بات چلے گی اور حضرت (بانی سلسلہ) کا ذکر ضرور آئے گا"! میں نے کتاب آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ ظاہر ہے کہ اپنے علم میں اضافے کے لئے آپ کس قدر شائق تھے ؎

پیر شو بیاموز

خود بہت بڑے شاعر اور ادیب تھے۔ خاکسار کی نظموں پر بڑی خوشی کا اظہار فرماتے اور بعض دفعہ میری کسی نظم کی داد اور پسندیدگی کا اظہار اُردو نظم میں لکھ کر بھیجتے۔ اس قسم کی قدردانی بڑی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ بعض وقت اپنے اُستاد کا یہ شعر پڑھتے ؎

شاعر کو مست رکھتی ہے محفل کی داد امیرؔ
دو بوتلوں کا نشہ ہے اِک واہ واہ میں

خط نہایت پاکیزہ تھا۔ کارڈ کو ہتھیلی پر رکھ کر لکھنا شروع کرتے اور ایک کارڈ پر پچیس تیس سطریں لکھ لیتے۔ چاہو تو مسطر سے ناپ لو کسی سطر میں کوئی جھول یا جھکاؤ نہ ہو گا۔ تحریر ایسی کہ گویا موتی پروئے ہوئے ہیں۔

بدخطی ایک بہت بڑا نقص ہوتا ہے اور خوش خطی بڑی مؤثر چیز ہے۔ یہاں تک کہ ؎

خطِ خوب رقیمۂ سفارش است

آپ کی عمر سو سال سے اُوپر ہوئی۔ ۱۸۹۲ء میں بیعت کی اور ۱۹۶۹ء میں وفات پائی۔ اور یہ ۷۷ سال کا عرصہ تمام کا تمام سلسلے کی خدمت، دوستوں کی خیر خواہی، مصنفین کی امداد اور تلقین میں گزارا۔ بے نفسی، بے ریائی، طبعی انکسار اور بے غرضی سے ہر ایک کام کیا۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے مدارج میں ترقی دے۔ اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

اپنے کاموں کی وجہ سے حافظ صاحب زندۂ جاوید ہیں۔ سلسلہ احمدیہ پر ابتلاء و امتحان کے سینکڑوں دور آئے۔ جیسا کہ الٰہی سلسلوں سے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ حافظ صاحب مرحوم اپنے صدق و وفا میں از اوّل تا آخر پورے ثابت قدم رہے۔

جو تدبیر بھی کرو خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے کرو

مظہر قدرت ثانیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں

یہ زندگی تدابیر کا مجموعہ ہے بہت سی چیزیں ہیں جنہیں ہم عادتاً کرتے ہیں اور ان کو تدبیر نہیں سمجھتے گرمیوں کے دنوں میں یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ ہم رات کو باہر پانی کا گھڑا رکھتے ہیں تاکہ ہمیں صبح نسبتاً ٹھنڈا پانی مل جائے لیکن یہ ایسی عادت ہے کہ کسی سے بات کرو تو وہ کہے گا یہ بھی کوئی تدبیر ہے لیکن ہر کام جو ہم کرتے ہیں دراصل وہ تدبیر ہے کیونکہ اس سے مستقبل میں ایک نتیجہ نکلتا ہے۔ مثلاً گھر والی صبح اٹھ کر ناشتہ تیار کرتی ہے یہ بھی ایک تدبیر ہے تاکہ رات کے بھوکے معدے کو کچھ کھانے کو ملے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ گھر میں گھر کے کاموں میں گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے اگر خاوند مثلاً برتن دھونے لگ جائے یا اگر انہوں نے اکٹھے کھانا کھانا ہے تو برتن لگائے یا کوئی اور کام کرے۔ یہ بھی ایک تدبیر ہے اور یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ کھانے کا ایک لقمہ بھی ضائع نہ ہو کیونکہ کسی اور بھائی کا اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی رکابی میں اتنا ہی ڈالو جو ختم کر سکو۔ زیادہ نہ ڈالو۔ ہمارے ملک میں یہ بری رسم پیدا ہو گئی ہے کہ بہت سے لوگ جب مہمان ان کے ہاں آئیں وہ ان کی رکابیوں میں اپنی مرضی کے مطابق کھانا انڈیل دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے نتیجہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بے حرمتی ہو گی۔

دو سال ہوئے میں راولپنڈی گیا تھا تو وہاں ایک دوست کے ہاں سے دعوت کا کھانا آیا میں نے اپنی ضرورت کے مطابق کھانا ڈالا ان کی رفیقۃ البیت باہر کھڑی غور سے دیکھ رہی تھیں کہ ہمارا پکا ہوا کھانا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں یا پیٹ پھاڑ کر کھاتے ہیں ان سے رہا نہ گیا وہ اندر آ گئیں اور کہنے لگیں میں تو جبھی ہوں میں تو اپنی مرضی کی مقدار آپ کی رکابی میں ڈالوں گی۔ میں نے کہا اپنی مرضی پوری کرو کھانا تو میں نے اتنا ہی ہے جتنا میں نے کھانا ہے لیکن اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ضائع بھی ہو جاتا ہے (وہ کھانا تو شائد ضائع نہیں ہوا ہو گا انہوں نے محبت سے کھا لیا ہو گا)

غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو تدبیر بھی تم کرو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو اب پلیٹ میں کھانا ڈالنا یہ بھی ایک تدبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اتنا ڈالنا جتنا آدمی کھالے۔ دوسروں کے دکھاوے کے لئے ڈالنا یا جتنی کی اسے بھوک ہے اس سے کم ڈالنا تاکہ لوگ سمجھیں کہ بڑا عبادت گزار ہے اور اسے کھانوں سے کوئی رغبت نہیں اور پھر جب علیحدگی میں گئے تو اپنا پیٹ بھر لیا۔ یہ خدا کی رضا کے لئے پلیٹ میں کھانا نہیں ڈالا بلکہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کے لئے اور اس کی مخلوق کو دھوکا میں رکھنے کے لئے تھوڑی سی غذا ڈالی گئی یا اپنی امارت کا مظاہرہ کرنے کے لئے مہمانوں کے سامنے ایک ایک قاب لا کر یا فی مہمان ایک دیگ پکوا دی یا ایک اونٹ ذبح کر دیا تو وہ تدبیر جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں۔ پس ہم پر یہ ذمہ داری بھی ڈالی گئی ہے کہ جو تدبیر بھی تم کرو کسی چھوٹے مقصد کے لئے وہ تدبیر ہو یا کسی بڑے اہم مقصد کے لئے وہ تدبیر ہو۔ جو تدبیر بھی ہو اصل مقصد اس تدبیر سے یہ ہو کہ تمہارا رب تم سے خوش ہو جائے۔

صرف لاہور کے احباب کیلئے خوشخبری

لاہور شہر یا ضلع میں جو احمدی خاندان روزنامہ الفضل کا خطبہ جمعہ نمبر خریدنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ خاکسار کو اپنے نام اور مکمل پتہ سے مطلع فرماویں تاکہ ان کے نام اخبار جاری کروایا جاسکے۔

عبدالمالک نمائندہ الفضل لاہور
دارالذکر ۱۱۵۔ اے علامہ اقبال روڈ لاہور

شرح چندہ الفضل

سالانہ	۴۰۰
ششماہی	۲۰۰
سہ ماہی	۱۰۰
خطبہ نمبر سالانہ	۱۰۰

Digitized By Khilafat Library Rabwah

صحتِ جسمانی — چند مفید مشورے

ہمارا مذہب ہماری روحانی اصلاح و ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی کے دوسرے تمام پہلوؤں کی تعمیر و ترقی کے متعلق بھی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ ذہن کو پرسکون و مطمئن رکھنے کے لئے، گھریلو زندگی کو خوشگوار بنا کر ذہنی کشمکش سے نجات کے لئے بنی نوع انسان کے حقوق و احساسات اور باہم معاملات میں اعتدال و توازن کو برقرار رکھنے سے معاشرتی الجھنوں سے نجات کے لئے نہایت پر حکمت تعلیم و ارشادات موجود ہیں۔

صحت مند سوچ اور تعمیری سکیم و پروگرام بنانے اور ان پر عمل کرنے کے لئے ایک صحتمند جسم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کو بھی ہمارے مذہب میں پوری طرح مدنظر رکھتے ہوئے نہایت پُرحکمت قابل عمل ہدایات دی گئی ہیں۔

ہر امر میں میانہ روی کا طریق اختیار کرنا۔ بغیر بھوک کے کھانا نہ کھانا۔ کھانا جلدی جلدی نہ کھانا۔ پانی یکبارگی نہ پینا۔ اطمینان سے بیٹھ کر کھانا پینا۔ ضرورت سے زیادہ خوراک استعمال نہ کرنا۔ منہ دانتوں اور جسم کی صفائی کا خیال رکھنا یہ اور ایسی ہی بیشمار باتیں قرآن و حدیث میں ہمیں ایسی ملیں گی جنکی وجہ سے ہم صحت مند پرسکون زندگی گذار سکیں۔

موجودہ تحقیقات اور انکشافات بھی اس امر کے گواہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی و تعلیم ہی بہترین رہنمائی ہے۔ ذیل میں FITNESS WITHOUT FUSS مصنفہ COURTNY D. FRAMER کے صحت جسمانی کے متعلق بعض مفید مشورے اس امر کے ثبوت کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

پانی: پانی زیادہ پئیں مگر آہستہ آہستہ پئیں یکدم اندر انڈیلنے کی کوشش نہ کریں۔ بالخصوص گرمیوں میں اس امر کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔ آہستہ آہستہ پینے سے پیاس بجھنے کے ساتھ ساتھ طبیعت میں بشاشت پیدا ہوگی۔ صبح نہار منہ ایک گلاس پانی صحت کے لئے بہت مفید ہے۔

لباس:۔ بہت زیادہ یا بہت کم کپڑے نہ پہنیں۔ کیلنڈر کی بجائے موسم کے پیش نظر مناسب لباس استعمال کریں۔ ہمیشہ کھلا آرام دہ لباس پہنیں۔ سر کا لباس ہلکا ہو۔ جوتا زیادہ تنگ اور سخت نہ ہو۔

دانت: اگر ممکن ہو تو ہر کھانے کے بعد دانت صاف کریں نہیں تو صبح اور رات کے وقت تو ضرور دانت صاف کئے جائیں۔ نمکین پانی سے منہ صاف کرنے سے مسوڑھے مضبوط و صحت مند رہتے ہیں۔ ہر خرابی کے لئے دانتوں کے ڈاکٹر سے مشورہ لیں۔ دانت نکلوانے میں جلدی نہ کریں۔

تکان: معمول کے مطابق پسینہ آنے سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ غیر ضروری مواد کو جسم سے نکالنے کا ایک قدرتی طریق ہے۔ زیادہ پسینہ آتا ہو تو طبیب سے مشورہ کریں۔

کھیل: ورزش یا ایسی کھیلیں جن میں ورزش اور تازہ ہوا کے حصول کا فائدہ حاصل ہو بہت ضروری ہیں البتہ بہت زیادہ تھکانے والی ورزش اور کھیلیں مفید نہیں ہوتیں۔

EXCESSES: ہر قسم کی زیادتی سے بچیں۔ بہت زیادہ چلنا۔ بہت زیادہ کام کرنا۔ بہت زیادہ سونا بہت زیادہ تمباکو استعمال کرنا (اس کا تھوڑا استعمال بھی غیر مفید اور نقصان رساں ہے۔ مترجم) مسلسل سخت کام جسمیں آرام و تفریح کا کوئی وقفہ نہ ہو نقصان رساں ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ ہر کام میں توازن و اعتدال مدنظر رکھنا مفید رہتا ہے۔

خوراک: ایسی چیزیں جو آپ کی طبیعت سے مناسبت نہ رکھتی ہوں صرف اس وجہ سے استعمال نہ کریں کہ آپ انہیں پسند کرتے ہیں۔ جلدی جلدی کھانا کھانا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہے۔ اگر آپ بہت جلدی میں ہیں تو تھوڑا کھانا کھائیں مگر جتنا کھائیں اسے چبا چبا کر اور آرام سے کھائیں۔ سکون اور اطمینان سے کھانا کھانا ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔

آرام: اپنی آنکھوں اور ذہن کو وقفوں وقفوں سے آرام دینے کی کوشش کریں حسب موقعہ و فرصت کسی آرام دہ کرسی پر سکون سے بیٹھ کر اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور بالکل خالی الذہن ہونے کی کوشش کریں ایسی مسلسل پریکٹس اور کوشش سے آپ جب چاہیں حسب ضرورت relax ہوسکیں گے۔ یہ امر آپکی ذہنی و جسمانی صحت اور سکون کیلئے بہت ضروری ہے۔

COMPLEXION!: خوبصورتی بناؤ سنگھار اور زیورات وغیرہ سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اچھا صابن، تازہ ہوا، قبض سے بچنا آپ کے چہرے پر رونق و بشاشت پیدا کرے گا۔

نہار منہ مالٹے کا رس یا تازہ پانی کا ایک گلاس قبض سے نجات کے لئے بہت مفید رہتا ہے:

اصلاح معاشرہ

وقت بڑا قیمتی ہے

مظہرِ قدرت ثانیہ حضرت مرزا ناصر احمد فرماتے ہیں:۔

"ایشین ممالک کی یہ بدقسمتی ہے کہ ہمارے ماحول میں ہماری زندگیوں میں تضاد پیدا کیا جاتا ہے۔ میں پرنسپل بھی رہا ہوں اور میں آکسفورڈ میں پڑھتا بھی رہا ہوں۔ میں نے وہاں جو حالات دیکھے میری خواہش ہوئی تھی کہ حصول تعلیم کے متعلق اس طرح کے حالات یہاں ہمارے بچوں کے لئے بھی پیدا کئے جائیں۔ اب ہمارے یہاں کے حالات یہ ہیں کہ ہوسٹل میں ہمارا ایک بچہ رہتا ہے دھوبی اس کے کپڑے لے کر جاتا ہے جب وہ کپڑے دھو کر واپس لاتا ہے تو قمیص کے بٹن غائب ہوتے ہیں یا جو جراب صحیح سلامت تھی وہ پھٹی ہوئی ہوتی ہے بعض طبیعتیں ایسی ہیں کہ وہ دیکھتے ہیں کہ کیسے کپڑے واپس آئے چنانچہ انہیں کچھ وقت دھوبی سے جھگڑنے پر ضائع کرنا پڑتا ہے اگر اس نے دس منٹ بھی بات کی اور کہا کہ بھلے مانس تم نے کیا کیا۔ میری بالکل نئی جراب تھی اور تم پھاڑ کر لے آئے ہو یا نئی قمیص تھی جو تم نے پھاڑ دی یا اس کے بٹن ضائع کر دیئے پھر ہوسٹل میں اس کی بہن یا اسکی ماں یا اس کے عزیز تو نہیں بیٹھے ہوئے جو اس کے کپڑے سی دیں گے یا بٹن لگا دیں گے بلکہ اس کو خود وقت خرچ کر کے لگانے پڑیں گے غرض کچھ وقت اس نے دھوبی کے ساتھ بات کرتے ہوئے ضائع کیا۔ اور کچھ وقت اسنے اپنے کپڑوں کو درست کرتے ہوئے ضائع کیا۔ اگر ہمارے ماحول کے یہ حالات نہ ہوتے تو وہ وقت بچ جاتا اور اگر وہ چاہتا تو اس وقت کو اپنی پڑھائی پر صرف کر سکتا تھا۔ آکسفورڈ میں مجھے کئی مہینہ تک یہ پتہ نہیں لگا کہ کون کس وقت میرے کپڑے لے جاتا ہے اور کس وقت وہاں کپڑے رکھ دیئے جاتے ہیں پتہ ہی نہیں لگتا تھا کیونکہ وہاں کمرے بند کرنے کا رواج نہیں اور نہ ہمارے پاس چابیاں تھیں بلکہ بارہ بارہ ہفتے کی جو چھٹیاں ہیں ان میں بھی چیزیں اسی طرح چھوڑ کر کمرے کھلے چھوڑ کر چلے جاتے تھے ایک یہ خوبی بھی ہے کہ وہاں یہ خطرہ نہیں ہے کہ کوئی چیز گم ہو جائے گی اور اگر دھوبی کے ہاں پھٹی ہوئی جراب گئی ہے تو وہ رفو کر کے واپس دیں گے اور اگر قمیص کا بٹن ٹوٹ گیا ہے تو وہ بٹن لگا کر دیں گے۔ نہ اس سے بات کرنے کی ضرورت۔ نہ کپڑے سینے کی ضرورت اور نہ جرابیں رفو کرنے کی ضرورت۔ اتنا وقت بچ گیا۔ وہاں یہ حال ہے کہ عام طور پر طالب علم شام کی چائے اپنے کامن روم میں پیتے ہیں ...... لیکن بعض اوقات وہ اپنے کمرے میں بھی دوست بلا لیتے ہیں.... جو نوکر ہوتا ہے اس کو کہنا پڑتا ہے کہ مجھے چائے چاہیئے۔ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہاں وقت کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس کو یہ بتانا پڑتا ہے کہ چائے مجھے سوا چار بجے چاہیئے یا ساڑھے چار بجے چاہیئے یعنی پندرہ منٹ کے فرق کا بھی خیال رکھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وقت بڑا قیمتی ہے یہ ضائع نہیں ہونا چاہیئے اگر آپ نے کہا ہے کہ سوا چار بجے چاہیئے تو وہ چار بجکر دس منٹ پر چائے اور ساری چیزیں آکر لگا دے گا اور اگر آپ نے کہا ہے کہ ساڑھے چار بجے چاہیئے تو وہ چار بجکر پچیس منٹ پر لے آئے گا...... پس ہمارا جو ماحول ہے ہمارا وقت ضائع کرتا ہے لیکن دین حق نے تو وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ اس کے نتیجہ میں یہ اعلان کہ ہمارا سب کچھ خدا کیلئے ہے۔ یہ غلط بن جاتا ہے۔ جو وقت ضائع ہو گیا وہ خدا کے لئے تو ضائع نہیں ہوا۔ خدا تو اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا:

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر عبدالسلام

ذیل میں نوائے وقت میں شائع ہونے والا ایک مضمون قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ مضمون بہت عرصہ قبل لکھا گیا تھا تاہم اس کی افادیت اور دلچسپی آج بھی اسی طرح ہے جس طرح اس وقت تھی جب یہ لکھا گیا تھا۔

۱۹۵۸ء کی بات ہے اقوام متحدہ میں پاکستان کے نائب مندوب جناب آغا شاہی نے نیو یارک کے ایک ہوٹل میں استقبالی تقریب کا اہتمام کیا۔ دنیا کے مختلف ملکوں کے مندوب اس استقبالیہ میں شریک تھے اور مغربی روایات کے مطابق معزز مہمان اپنے کام و دہن کو سرشار کر رہے تھے ایک وجیہہ نوجوان جس کی کشادہ پیشانی اور متجسس نگاہیں اس کی ذہانت کی غماز تھیں سادہ اور باتکلف لباس میں یوں دکھائی دیا گویا ابھی ابھی گورنمنٹ کالج لاہور سے کھیلتے کھیلتے یہاں پہنچ گیا ہے۔

'میرا نام عبدالسلام ہے' نوجوان نے کسی تکلف آمیز دباؤ کے بغیر تعارف کراتے ہوئے کہا میں ابھی اس نوجوان کی سادگی پسند طبع کا جائزہ ہی لے رہا تھا کہ آغا شاہی کہنے لگے "بھئی پاکستان کے مایہ ناز ڈاکٹر عبدالسلام یہی ہیں۔۔۔۔۔"

میں یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس پائے کا سائنس دان اتنی سادگی رانکساری اور عاجزی کا حامل ہو گا لیکن معاً خیال آیا کہ کہیں پڑھا تھا کہ علم اور حلم کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور میں اس کی جیتی جاگتی تصویر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

مہینے اور سال گذرتے گئے ملاقات کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا سب سے کم عمر پروفیسر جو شہرہ آفاق ریاضی دان کی بنا پر ان کا نام نوبل انعام کے لئے زیر غور آیا اگرچہ انہیں نوبل پرائز تو نہ مل سکا کیونکہ ان سے پہلے ایک اور عمر رسیدہ سائنس دان اس میں کام کر چکے تھے لیکن نوبل پرائز ونرز سلیکشن کمیٹی نے ان کے کارناموں کا اعتراف کیا (بعد میں تو یہ عظیم انعام ڈاکٹر صاحب کو مل گیا۔ ناقل)۔

میکسویل پرائز۔ پروفیسر سلام نے تھیوریٹیکل فزکس میں جو نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں ان کی دھاک تو دنیا کے سائنسی حلقوں میں بیٹھی ہوئی ہے اور ان تحقیقی خدمات کا اعتراف مختلف سائنسی علمی اداروں میں خصوصی شرکت اور دعوت رکنیت سے کیا جاتا ہے ان میں پروفیسر سلام کی انٹرنیشنل انرجی کانفرنسوں میں شرکت کا تذکرہ نہ کرنا زیادتی ہوگی انہی کانفرنسوں میں ممتاز سائنسی خدمات کی بنا پر ۱۹۵۵ء میں انہیں سائنٹیفک سکریٹری اور ۱۹۵۸ء میں سیکرٹری مقرر کیا گیا اس کے بعد جنیوا میں ہائی انرجی نیوکلیئر فزکس کی انٹرنیشنل کانفرنس کے صدر منتخب کر لئے گئے۔

صدر پاکستان کے چیف سائنٹیفک ایڈوائزر پروفیسر سلام کو ان کے ملک کی طرف سے جو انتہائی شایان شان خطاب ستارہ پاکستان اور دوسرے اعزازات دیئے گئے وہ تو گھر کی بات ہے حال ہی میں انسٹی ٹیوٹ آف فزکس اینڈ دی فزیکل سوسائٹی کی کونسل آف دی انسٹی ٹیوٹ اینڈ سوسائٹی نے "میکسویل میڈل اینڈ پرائز" دے کر ان کی خداداد ذہانت کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے یہ پہلا انعام ہے جس کے لئے سلام صاحب کو منتخب کیا گیا پروفیسر سلام کی مناسبت سے دنیائے سائنس میں پاکستان کا نام ہمیشہ تابندہ رہے گا آئندہ ہر دوسرے سال تھیوریٹیکل فزکس میں دنیا کے کسی بھی سائنس دان کو یہ انعام ممتاز خدمات کے صلہ میں دیا جایا کرے گا یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس وقت تک اس میدان میں نیوٹن میکسویل، ڈائریک، آئن سٹائن اور آئنزن بگ نے جو خدمات انجام دی ہیں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ انہیں فزکس کا پیغمبر کہا جا سکتا ہے جیمز کلارک میکسویل نے پروفیسر سلام کی طرح کم عمری ہی میں فزکس کے سب سے بڑے مسئلہ کا کھوج لگانے کے لئے نمایاں ترین کارنامہ سرانجام دیا تھا کہ مادہ کی ساخت کے آخری ذرات کیا ہیں۔ اسی میدان میں پروفیسر سلام نے بھی نمایاں تحقیقات کی ہے اور وہ انعام جو نوبل پرائز کی ٹکر کا ہے حاصل کر لیا ہے

سرمایۂ افتخار۔ پروفیسر سلام کے اس اعزاز پر عالمی پریس میں ان کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیا گیا ہے اخبارات نے ان کے سوانحی خاکے اور علمی کارنامے شائع کئے۔

سائنسدانوں نے سائنسی مجلسوں میں ان کی تحقیقات کو محفوظ کر لیا ہیروگیٹ میں پروفیسر سلام کے اعزاز میں ایک شاندار علمی تقریب منعقد ہوئی جس میں برطانیہ کے ممتاز سائنسدانوں نے شرکت کی اور سوگنی کا انعام دیا پاکستان میں بھی ان کے شہرہ آفاق کارناموں کا اعتراف کیا گیا صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنے ایک ذاتی خط میں پروفیسر سلام کو لکھا "مجھے یہ سن کر بے انتہا مسرت ہوئی ہے کہ کونسل آف دی انسٹی ٹیوٹ آف فزکس اینڈ فزیکل سوسائٹی نے تھیوری آف ایلیمنٹری پارٹیکلز میں نمایاں خدمات انجام دینے کے سلسلہ میں آپ کو پہلا میکسویل میڈل اینڈ پرائز دیا ہے آپ ہم سب کے لئے سرمایۂ فخر و مباہات ہیں"

لنڈن میں پاکستانی ہائی کمشنر لیفٹیننٹ جنرل محمد یوسف نے پروفیسر سلام کو لکھا "یہ صرف آپ کا ہی نہیں بلکہ آپ کے ملک کا بھی اعزاز ہے اس شان امتیاز پر میں دل و جان سے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں بلاشبہ اعتراف کا سلسلہ ہر طرف سے جاری ہے لیکن جھنگ کی بے آب و گیاہ مردم خیز سرزمین نے بھی اپنے سپوت کو نہیں بھلایا اور رہ سادہ دل اور خداداد صلاحیتوں سے متصف نوجوان جس نے بروز جمعہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو جھنگ کے ایک غریب دیہاتی گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں۔ وہاں کے ڈسٹرکٹ بورڈ نے بھی ایک قرارداد منظور کی اور بڑی سادگی سے چند سطری قرارداد اپنے ریکارڈ میں محفوظ کر لی۔

نوجوانوں کیلئے مشعل ہدایت

میں پروفیسر سلام کے بارے میں یہ نہیں بتانا چاہتا کہ انہوں نے میٹرک، ایف اے، بی اے بی۔ اے (آنرز) اور ایم اے میں جو علمی امتیازات حاصل کئے کیمبرج یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی یا یونیورسٹیوں کے سابقہ ریکارڈ توڑے یا انہوں نے ۱۹۵۰ سے لے کر اب تک فزکس کی عالمی برادری میں انگلستان کی طرف سے سب سے نمایاں کارنامے انجام دیئے کیونکہ یہ باتیں اب بہت عام ہو چکی ہیں میں جس بات کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں اور میرے خیال میں جو سب نوجوانوں کے لئے قابل تقلید بات ہے وہ یہ ہے کہ پروفیسر سلام کی زندگی بے انتہا سادہ اور پاکیزہ ہے اور وہ ایک دیندار آدمی ہیں اتنی طویل مدت سے یورپ میں رہتے ہوئے انہوں نے لہو و لعب کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا باقاعدہ پانچ وقت کی نماز اور بعض اوقات تہجد اس نوجوان کے روزمرہ مشاغل کا حصہ ہیں ادھر ادھر وقت ضائع کرنا ان کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے کہنے لگے کامیابی کا راز اس میں مضمر ہے کہ جو شخص جس کام میں دلچسپی رکھتا ہے اسے انتہائے کمال پر پہنچا دے۔

ایک بات جس نے میرے دل پر بہت اثر کیا وہ ڈاکٹر سلام کی پاکستان کے مسائل پر حقیقت پسندانہ غیر جذباتی نگاہ ہے وہ ملک کے کسی بھی مسئلہ پر جذباتی یا انتہا پسندانہ روش کا اظہار نہیں کرتے دوسری طرف یہاں کے علمی اور سائنسی حلقوں میں وہ پاکستان کے مسائل کو پیش کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں دکھاتے اس ضمن میں اس واقعہ کا ذکر بے جا نہ ہو گا کہ لنڈن کے مشہور آزاد خیال ہفت روزہ "نیو سٹیٹسمین" نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں "ایشیا کے آئندہ دس سال" کے زیر عنوان پال جانسن کا مقالہ شائع کیا ہے۔ کہنے لگے پاکستان کے بارہ میں جانسن نے فلاں فلاں باتیں قطعی غلط لکھی ہیں میں انہیں کھانے پر بلاؤں گا اور انہیں اصل حالات سے آگاہ کر دوں گا یہاں کے اعلیٰ علمی حلقوں میں یہ غلط فہمیاں محض اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ ان سے مناسب رابطہ رکھنے والے بہت کم ہوتے ہیں اور اس کے بعد سلام صاحب نے مجھے پاکستان کے بارے میں وہ پیرا پڑھ کر سنایا جس میں جانسن نے پاکستانی امور پر تبصرہ کیا ہے۔

ملکی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے پروفیسر سلام نے بعض بڑی دلچسپ باتیں کیں ان کی باتوں میں ایک سائنس دان کی معصومیت واضح طور پر جھلکتی ہے وہ ہنستے ہوئے کہنے لگے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم لوگوں کو سیاسیات کا کچھ علم نہیں ہوتا یہ بات بڑی حد تک صحیح ہے اس پر گفتگو کی کوئی گنجائش نہیں اور ازاں بعد وہ فنی امور پر نوجوانوں کی ذمہ داریوں کا اظہار کرنے لگے باتوں باتوں میں انہوں نے کہا حکمران طبقہ فرد یا افراد یا وہ لوگ جو عوام کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی کچھ بھی قدرت رکھتے ہوں انہیں ایک بات سے ضرور بچنا چاہیئے اور وہ ہے خوشامد۔ خوشامد سے زیادہ خطرناک بیماری اور کوئی نہیں ہو سکتی اس بیماری سے قومی مسائل نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ (نوائے وقت ۱۹ جون ۶۴ء)

منتخب اشعار

ہر ورق پر ورق داستان لکھ تو دوں
کون سمجھے گا لیکن اس انداز کو
میرے ہر لفظ میں ایک طوفان ہے
میری ہر بات میں ایک گرداب ہے
سب عبادت گہوں کا حقیقی تصور
عبادت گزاروں کی کثرت سے ہے
اس سے وابستہ گنبد نہ مینار ہے
اس کا معیار منبر نہ محراب ہے

(نسیم سیفی)

ریاپسند کا دل روشنی نہیں دیتا
ہزار پیار کی قندیل میں جلائیں اسے
جو بو الہوس ہو نہیں اس کی پیاس بجھ سکتی
دل و جگر کا لہو بھی اگر پلائیں اسے

(اکبر کاظمی)

چمن کی پشت سے آتی ہیں آوازیں کداؤں کی
نہیں خطرے میں دیوار گلستاں کون کہتا ہے

(احسان دانش)

میرے جانباز دلیروں کی شجاعت ہے عظیم
دین توحید کا نور ان کے عزائم پر نثار

(ثاقب زیروی)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل ۲۶۸۲۸۔ میں اشفاق ربانی ولد بشارت رحمانی صاحب قوم ملک پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی ساکن گجرات ضلع حال فرانس بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۸-۵-۱۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۵۰۰/- فرانک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ اشفاق ربانی گجرات حال فرانس۔ گواہ شد (۱) عبدالاحد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ فرانس۔ گواہ شد (۲) سیف اللہ خان شاہد امیر جماعت احمدیہ فرانس۔

مسل ۲۶۸۲۹۔ میں بسنتی اشفاق ربانی زوجہ اشفاق ربانی قوم را۔ پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی ساکن گجرات حال فرانس بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۸-۵-۱۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے حق مہر/- ۵۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- فرانک ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ، بسنتی اشفاق ربانی گجرات شہر حال فرانس۔ گواہ شد (۱) سیف اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس گواہ شد (۲) عبداللہ عبدالواحد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ فرانس۔

مسل ۲۶۸۳۰۔ میں حبیب حیدر ولد غلام حیدر کسانہ قوم گوجر پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۸-۵-۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۸۱۴/- فرانک ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ حبیب حیدر ولد غلام حیدر کسانہ ساکن کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس گواہ شد (۱) سیف اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ فرانس۔ گواہ شد (۲) عبدالاحد صاحب سیکرٹری مال فرانس۔

مسل ۲۶۸۳۱۔ میں بشریٰ حبیب صاحبہ زوجہ حبیب حیدر صاحب قوم گجر پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۸-۵-۷۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر/- ۳۰۰۰ روپے پاکستانی جو زیورات کی شکل میں وصول ہوچکے ہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- فرانک ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ بشریٰ حبیب کھاریاں ضلع گجرات حال فرانس۔ گواہ شد (۱) سیف اللہ خاں مربی امیر جماعت احمدیہ فرانس۔ گواہ شد (۲) عبدالاحد صاحب سیکرٹری مال فرانس۔

قارئین الفضل سے ضروری گزارش

ادارہ الفضل کی خواہش ہے کہ جماعت کے جملہ احباب کو زندگی کے تمام شعبوں سے ایک حد تک حصولِ واقفیت میں مدد دینے کے لئے ہر شعبہ کے متعلق مختصر اور عام فہم مضامین شائع کئے جائیں

اس سلسلہ میں دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے شعبہ کے متعلق اختصار کے ساتھ ضروری تفاصیل تحریر فرماکر ادارہ الفضل کو ارسال فرمائیں۔ آپکی نگارشات نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائیں گی اور ہر ایک کے علم میں اضافہ ہوگا۔

اس کے علاوہ بھی گزارش ہے کہ جب کبھی آپ کے سامنے کوئی ایسی بات آئے جس کا علم دوسروں کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہو وہ بات بھی آپ اختصار کے ساتھ تحریر فرماکر ہمیں ارسال فرمائیں۔

حصولِ علم ہر شخص کا بنیادی حق بھی ہے اور اس کا فریضہ بھی۔ یہ طریق جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ احباب کرام کو اپنے علم میں وسعت پیدا کرنے کا آسان ذریعہ بن سکتا ہے۔ آپ جس شعبہ سے بھی منسلک ہیں۔ اور دنیا میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں شعبے ہیں۔ آپ اس کے متعلق ضروری اور دلچسپ تفاصیل تحریر فرماکر قارئین الفضل کی ایک جائز ضرورت پوری کرسکتے ہیں۔

امید ہے احباب اس طرف توجہ فرمائیں گے

(ادارہ الفضل)

باتیں کرنے کا چسکا غیبت کی وجہ بن جاتا ہے

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا ارشاد

غیبت کا اس مضمون سے بھی بڑا تعلق ہے جو پہلے بیان ہوا ہے۔ کیونکہ یہ جو بیماری ہے باتیں کرنے کی اس کا غیبت سے براہ راست گہرا تعلق ہے۔ باتیں کرنے والے باتوں کا چسکا لیتے ہیں اور جن کو باتیں کرنے کا چسکا پڑ جائے وہ بالعموم یہ چرچا کرتے ہیں کہ افواہیں مشہور ہورہی ہیں۔ جی فلاں تو یہ بات ہورہی ہے۔ وہ بات ہورہی ہے۔ یہ یہ باتیں ہمیں پہنچی ہیں ہم تمہیں بتاتے ہیں۔ اس کے کئی قسم کے محرکات ہیں۔ ایک سب سے سادہ، سب سے پہلا محرک تو یہ ہے کہ ہر شخص کو صاحبِ علم بننے کا شوق ہے۔ یہ ظاہر کرنے کا شوق ہے کہ مجھے اس سے زیادہ پتہ ہے جو تمہیں پتہ ہے۔ یہ خبر کسی کو معلوم نہیں۔ مجھے پتہ لگی ہے۔ اس لئے نئی خبر کوئی بھی کسی کو سوسائٹی میں سناتا ہے وہ اس بات کا لطف لے رہا ہوتا ہے کہ میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ چنانچہ اس قسم کے لوگ آگے پھر کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ باتیں کر کر کے مبالغہ کی عادت پڑجاتی ہے۔ کیونکہ خبر اگر سننے والوں کے دل میں کوئی تحریک پیدا نہ کرے۔ کوئی ارتعاش پیدا نہ کرے تو بعض دفعہ خبر سنانے والا شرمندہ ہوجاتا ہے۔ کوئی خبر سناتا ہے تو سننے والا کہتا ہے کہ اچھا اچھا یہ بات تھی۔ یہ کون سی سنانے والی بات ہے۔ تو جس کو عادت ہے اس قسم کا مزا لینے کی وہ پھر اس میں مبالغہ شامل کرتا ہے وہ کہتا ہے نہیں نہیں اسطرح ہوا تھا واقعہ اور اس معمولی سے چسکہ کے نتیجہ میں ایک اور برائی جنم لینے لگتی ہے اور ہر مبالغہ میں ایک دوسرے سے مقابلے شروع ہوجاتے ہیں۔ ایسے ایسے عجیب مبالغے بن جاتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ان خبروں کو سن کر۔ مگر جن سوسائٹیوں کو ان گپوں کی عادت پڑجائے تو پھر سننے والے بھی چسکے سے سُن رہے ہوتے ہیں۔

چنانچہ بعض ایسے لوگ ہمارے علم میں بھی ہیں جو مشہور تھے گپیں مارنے میں۔ ان کی ساری عمر گزر گئی اس قسم کی گپیں سنانے میں اور بعض لوگ جو ان مجلسوں کے عادی تھے وہ اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ اس بات میں ضائع کر بیٹھے کہ ان کی گپیں سننے کے لئے ان کی مجالس میں جایا کرتے تھے۔ پتہ تھا گپیں مارتے ہیں۔ پتہ تھا جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے باوجود جاتے تھے۔ اس طرح ایک جھوٹ سننے کا اور ایک جھوٹ سنانے کا عادی بن گیا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جناب طاہر عارف کی کتاب "روتے روتے" کی

تقریب رونمائی

ڈاکٹر احسن زیدی نے صدارت کی، مقررین میں پروفیسر چوہدری محمد علی، ڈاکٹر پروازی اور دیگر احباب شامل تھے

ربوہ: ۲۸ر فتح (دسمبر)۔ آج یہاں نوجوان شاعر جناب طاہر عارف صاحب کے مجموعہ کلام "روتے روتے" کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ تقریب کے صدر فیصل آباد کی معروف ادبی شخصیت جناب ڈاکٹر سعید احسن زیدی صاحب تھے۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض استاد محترم ڈاکٹر ناصر احمد پروازی نے ادا کئے۔ مقررین میں جناب پروازی صاحب جناب حیدر قریشی صاحب، جناب یوسف سہیل شوق، جناب ایم ڈی شاد صاحب، اور جناب محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ تھے۔ تقریب کے آخر میں جناب ڈاکٹر احسن زیدی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب طاہر عارف نے سرکاری پیشہ وارانہ مصروفیات کے ساتھ ساتھ بڑی عمدہ شاعری کی ہے انہوں نے کہا کہ اس کتاب کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کا دکھ اس سے کہیں زیادہ تھا جتنا انہوں نے اظہار کیا ہے۔ انہوں نے شاعر اور اس کے کلام کے عمدہ معیار کو سراہا۔

جناب پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب نے نہایت پُراثر مضمون پڑھا جو اگرچہ مختصر تھا۔ لیکن لفظ لفظ تاثر میں ڈوبا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ روتے روتے نوحہ نہیں یہ مسلسل دعا ہے، محبت ہے سچائی ہے۔ سچائی کی آن اور اس کے ابدی اور لازوال رشتوں کی عظمت اور عصمت کا اعلان ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ سچا آنسو ہے جو ہر سچے جذبے کی پلکوں پر لرزا کرتا ہے۔ یہ کتھارسس نہیں بلکہ روحانی تجربہ ہے جو زندگی، محبت، نیکی اور سچ کا اعتراف ہی نہیں بلکہ اعلان بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ طاہر عارف کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے اس اعتراف اور اعلان کو زندگی بخش دی ہے طاہر عارف کا آنسو ہم سب کا آنسو ہے اور یہ آنسو اب ہمیں تنہا چھوڑ کر کہیں نہیں جائے۔

ڈاکٹر پروازی صاحب نے فنی اور علمی طور پر کتاب کا تجزیہ کیا ان کے مضمون کا عنوان تھا "بند آنکھوں سے گفتگو" انہوں نے کتاب کے دیباچے کے "نثری نوحہ" کو متن کے "نوحے" سے زیادہ پُراثر قرار دیا۔ انہوں نے مختلف اشعار کے حوالے سے ان کا فنی تجزیہ پیش کیا۔

جناب حیدر قریشی صاحب نے طاہر عارف کے صبر جمیل کو سراہا۔ یوسف سہیل شوق صاحب نے ذاتی حوالے سے بے تکلفانہ گفتگو کی اور جناب ایم ڈی شاد نے مصنف کو سادہ نرم اور پُرجوش شاعر قرار دیا اور اس امر کو سراہا کہ مصنف نے ہر غم کا صبر سے مقابلہ کیا ہے۔

آخر میں جناب طاہر عارف نے اس کتاب سے بعض اشعار سنائے دو اشعار ملاحظہ ہوں۔

طاہر مجھ پر راز کھلا یوں ہستی کا
کانچ کی گڑیا بچے کے ہاتھوں میں تھی

میر مجلس ہو پل کو آ جاؤ
غم کا اجلاس ہے رہے نہ رہے

(ی۔ سی۔ رش)

خبریں

★ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور وزیر اعظم راجیو گاندھی کے درمیان تین معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں۔ ایک معاہدے کے تحت پاکستان اور بھارت ایٹمی تنصیبات پر حملہ نہیں کریں گے دونوں ممالک ہر سال یکم جنوری کو اپنی ایٹمی تنصیبات کے حدود اربعہ سے آگاہ کریں گے۔ ایٹمی قوت سے متعلقہ تحقیقی مراکز یورینیم کے مراکز اور تابکاری ذخائر پر بھی حملہ نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ دوہرے ٹیکسوں کا ادائیگی کے خاتمے اور ثقافتی وفود کے تبادلے کے لئے بھی سمجھوتوں پر دستخط ہو گئے

★ افغانستان کے صدر نجیب اللہ کی طرف سے فائر بندی کی پیشکش کو افغان مجاہدین نے مسترد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اقتدار سے نجیب اللہ کی علیحدگی تک لڑائی جاری رہے گی۔

★ کراچی میں فوج کے جاتے ہی فسادات شروع ہو گئے۔ آٹھ افراد زخمی ہو گئے بارہ گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں فسادات کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جانے کی وجہ سے انتظامیہ نے شہر کے حساس علاقوں میں دوبارہ فوجی دستے بلا لئے۔

★ ملائشیا سلامتی کونسل کا عارضی رکن بن گیا ہے۔ دیگر چار ملکوں میں جو عارضی رکن بنے ہیں، کینیڈا، کولمبیا، ایتھوپیا، اور فن لینڈ شامل ہیں

★ فلپائن کی وزیر اعظم مسز کورازون اکینو نے ایک بار پھر سابق صدر فرڈی ننڈ مارکوس کی یہ درخواست مسترد کر دی ہے کہ انکو انکی بیماری کی وجہ سے فلپائن واپس آنے کی اجازت دی جائے۔

★ سارک کی پانچویں سربراہ کانفرنس ۱۹۸۹ء میں کولمبو میں ہوگی

★ بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی نے کہا ہے کہ بھارت کے ذرائع ابلاغ پاکستانی ذرائع کی نسبت ان کے زیادہ مخالف ہیں۔

★ بنگلہ دیش کی اپوزیشن پارٹیوں نے ۲۸ر جنوری کو ملک میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ انتخابات آزادانہ نہیں ہوں گے۔

انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے (حضرت اقدس)

کراچی کے احباب کیلئے

اخبار الفضل کے اجراء اور چندہ الفضل کی ادائیگی کے لیے ہر جمعہ کو
احمدیہ ہال
میں مکرم عبدالرشید سماٹری نمائندہ الفضل کراچی سے رابطہ قائم کریں۔
(مینیجر الفضل)

انفلوئنزا ٹیبلٹس
INFLUENZA TABLETS
پیکنگ ۱۰۰ ٹیبلٹس قیمت ۱۰/-
لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیورٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون ۶۰۶/۱۱

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد، مرض اٹھرا کی شکار دکھیا عورتوں کے لیے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
ہیڈ آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۲۲۲
فون: ۳۹۹۷،
حکیم نظام جان صاحب مرحوم کے فرزند حکیم انوار احمد جان
• ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو کوٹھی نمبر ۱ دارالعلوم غربی ربوہ
• ہر ماہ کی ۸ تاریخ کو بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
• ہر ماہ کی ۱۲ تا ۱۸ تاریخ کو ۲۔ بی روڈ شیش محل بس سٹاپ بالمقابل سندھی ہوٹل (یو بی ایل کے اوپر) لیاقت آباد نمبر ۱۰ کراچی ۱۹
اور
• ہر ماہ کی ۲۵ تا ۲۸ تاریخ کو چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ ملتان میں مطب فرماتے ہیں
ہر جگہ خواتین کیلئے معائنہ کا انتظام ہے
مینیجر: دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ
فون: ۵۵۸